سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ـــــ عصری ضرورت

حافظ محمد اصغر ☆
ڈاکٹر عمر حیات ☆☆

Abstract:

"To Follow some ideal is human nature. Following this natural trend mankind have been in search of ideal. But having realistic approach, nobody can be succeeded unless he / she observes the real guidance which is only divine guidance. The holy Prophets (Pease be upon them) showed the human being right path. Allah almighty declared them the real ideals for mankind. As the code of guidance went to its completion on the last holy Prophet Mohammad (Peace be upon him) the previous practices were abrogated and the last Prophethood was declared as the climax of the divine guidance and the ideal for all generations to come. So it is the need of everyone, especially of the Muslims to have the best knowledge of multidimentional seerah of the Holy Prophet Mohammad (PBUH) so that the life and society can be re-constructed in its right perspective. The following article throws light on the contemporary need of the Seerah."

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مآخذ میں سے انتہائی اہم اور بنیادی مآخذ حدیث نبوی ہے اور احادیث میں دراصل سیرت کا ہی تذکرہ ہے اس لیے بعض علماء کرام نے پورے ذخیرۂ حدیث کو سیرت قرار دیا ہے۔ چنانچہ مولانا ادریس کاندھلوی کے بقول:

''سیرت تو پوری حدیث ہے۔''(۱)

عصر حاضر میں سیرت کا لفظ وسیع تر معنی میں مستعمل ہے، اگرچہ یہ لفظ مخصوص اور محدود معنوں

☆ لیکچرر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد ☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

پر دلالت کرتا رہا۔

علماء نے سیرت کو بائیوگرافی سے بھی ممتاز قرار دیا ہے۔ڈاکٹر سید عبداللہ سیرت اور بائیوگرافی کا تقابل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سیرت کو محض سوانح عمری سمجھنا غلط ہے۔ یہ ایک ارفع و اشرف تکنیکی عمل ہے۔ جدید تصور کی بائیوگرافی ہرگز نہیں، اسی مغالطے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کے بہت سے جدید سوانح نگاروں نے ٹھوکر کھائی ہے۔ اسے بائیوگرافی کہنا ہی ہے تو برتر بائیوگرافی کہا جا سکتا ہے۔ تاہم اس کے یہ معنی نہیں کہ سیرت بائیوگرافی کے خصائص سے خالی ہوتی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ سیرت بائیوگرافی تو ہے لیکن ایک مخصوص اور ارفع قسم کی بائیوگرافی ہے۔''(۲)

سیرت کے وسیع مفہوم کو مدِنظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر سید عبداللہ، علامہ شبلی کا حوالہ بیان کرتے ہیں:

''یہی وجہ ہے کہ شبلی نے سیرۃ النبی میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں محض رسمی قسم کی سیرت نہیں لکھ رہا ہوں، میری کتاب نبوت محمدی کی انسائیکلوپیڈیا ہے۔''(۳)

سیرت اور حدیث بنیادی طور پر مترادف ہیں کہ دونوں سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات کو محیط ہیں۔ چنانچہ حدیث اور سیرت کی تعریفات میں عام مماثلت پائی جاتی ہے۔

اسلام میں پیغمبرِ آخرالزماں محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ اوّل و آخر بنیادی اہمیت کی حامل عنوان ہے۔قرآن کے معانی و مطالب کی درست تفسیر کے لیے حدیث و سیرت ناگزیر ہے اور یوں قرآن و حدیث اور سیرتِ نبوی ﷺ لازم و ملزوم کی حیثیت سے دِین کا ماخذِ اوّل قرار پاتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تشخص کی تشکیل و تعمیر میں سیرۃ النبی ﷺ ہی کا بنیادی کردار ہے جس کی ضرورت و اہمیت مسلمہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ قرآن مجید کی روشنی میں

قرآنِ مجید نے سید الرسل محمد ﷺ کی حیات طیبہ کی تقدیس و تفضیل کا اعلان کرتے ہوئے منکرین رسالت کی کج فکری و بد عملی کو ان الفاظ میں واضح کیا ہے:

''لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ''(۴)

''تیری عمر کی قسم! وہ تو اپنی بدمستی میں سرگرداں تھے۔''

حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی قسم کھائی۔ یہ نبی اکرم ﷺ کے شرف عظیم، بلند مقام اور بہت زیادہ عظمت کی دلیل ہے۔(۵)

رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی تمام تر زندگی کو دین کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

’’قُلْ اِنَّنِیْ هَدَانِیْ رَبِّیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْناً قِیَماً مِّلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفاً وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَo قُلْ اِنَّ صَلاَتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَo لاَ شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ‘‘(۶)

’’آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب نے ایک سیدھا رستہ بتلا دیا ہے کہ وہ دین ہے مستحکم دین ہے جو طریقہ ہے ابراہیم کا جس میں ذرا کجی نہیں اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے، آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں سے پہلا ہوں۔‘‘

ان آیات کی تفسیر حافظ ابن کثیر نے اس طرح کی ہے:

’’اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو حکم دے رہا ہے کہ انہیں خبر کر دو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ پر کیسے کیسے انعامات کئے ہیں کہ صراطِ مستقیم کی طرف ان کی ہدایت کی جس میں کوئی کجی نہیں ہے۔ جو ایک دین پر قائم ہے اور جو ملت ابراہیم ہے وہ یک سو ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا تھا، اس نے کبھی شرک نہیں کیا۔‘‘(۷)

مذکورہ دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ حضور سید العالمین ﷺ کی سیرت بہت پاکیزہ اور قابلِ اتباع ہے۔ آپ ﷺ گفتار و کردار کے اعلیٰ ترین درجات پر فائز تھے۔

اُم المومنین سیّدہ خدیجہؓ کی گواہی

اُم المومنین سیدہ خدیجہؓ نے نبی اکرم ﷺ کی اعلانِ نبوت سے پہلے کی سیرت کے بھی اعلیٰ وارفع ہونے کی شہادت دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر غارِ حرا میں جب پہلی وحی سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیات نازل ہوئیں، اس وقت آپ ﷺ بہت گھبرا گئے اور گھر آ کر سیدہ خدیجہؓ سے فرمایا:

’’لَقَد خشیت علی نفسی‘‘ (مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔)

’’فقالت خدیجة : كلاَّ وَاللّٰه ما یخزیك اللّٰه أبداً ، إنّك تصل الرحم وتحمل الكل ، تكسب المعدوم ، وتقری الضیف ، وتعین علی نوائب الحق۔‘‘(۸)

’’سیدۃ خدیجہ نے فرمایا: ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ بے شک آپ ناتا جوڑتے ہیں، اور ناتواں کا بوجھ اپنے اوپر لیتے ہیں جو چیز لوگوں کے پاس نہیں انہیں کما دیتے ہیں، مہمان نوازی فرماتے ہیں، حوادث میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔‘‘

سیرت طیبہ قرآنِ مجید کی عملی تفسیر

آپ ﷺ کے اعمال وافعال اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی عملی تصویر تھے۔ قرآن حکیم کی تفسیر وتشریح

کا مستند سرمایہ احادیث رسول اللہ ﷺ ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ''(۹)

اور یہ ذکر (قرآن مجید) ہم نے آپ ﷺ کی طرف اُتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے، آپ ﷺ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید کہ وہ غور وفکر کریں۔

سید سلیمان ندوی رسول اللہ ﷺ کے بحیثیت مفسر قرآن کے امتیاز و اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ درحقیقت قرآن پاک کی عملی تفسیر ہے جو حکم آپ ﷺ پر اُتارا گیا، آپ ﷺ نے خود اس کو کر کے بتایا، ایمان، توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، صدقہ، خیرات، جہاد، ایثار، قربانی، عزم، صبر، شکر اور استقلال ان کے علاوہ حسن عمل و حسن خلق کی باتیں جس قدر آپ ﷺ نے فرمائیں، ان کے لئے سب سے پہلے آپ ﷺ نے اپنا ہی نمونہ پیش کیا۔''(۱۰)

حضور ﷺ نے صرف قرآنی تعلیم پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ احکام الٰہی کا عملی نمونہ پیش فرماتے تھے۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

''آپ ﷺ کی سیرت کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بحیثیت ایک پیغمبر کے اپنے پیروؤں کو جو نصیحت فرمائی، اس پر سب سے پہلے خود عمل کر کے دکھایا۔''(۱۱)

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے اس مفہوم کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''کان خلقه القرآن''(۱۲)

رسول اللہ ﷺ کا اخلاق قرآن مجید کے مطابق تھا۔

مذکورہ دلائل سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نہ صرف قرآن حکیم کی تفسیر وتعبیر فرماتے تھے بلکہ آپ ﷺ گویا چلتا پھرتا قرآن تھے بقول سید سلیمان ندوی:

''جو کچھ قرآن میں تھا وہ سب مجسم ہو کر آپ ﷺ کی زندگی میں نظر آیا۔''(۱۳)

بے عیب سیرت

قرآنِ مجید نے اخلاق رسول اللہ ﷺ کی عظمت ورفعت کے متعلق فرمایا ہے:

''نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ○ مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○ وَإِنَّ لَكَ لَاَجْراً غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ○ وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ''(۱۴)

(نٓ، قسم ہے قلم کی اور جو کچھ کہ وہ (فرشتے) لکھتے ہیں، تو اپنے رب کے فضل سے دیوانہ نہیں ہے اور بے شک تیرے لئے بے انتہا اجر ہے اور بے شک آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں۔)

مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے بقول:

''اور وہ بھی اس مرتبہ پر کہ آپ ﷺ کی سیرت تو نظر اور نمونہ کا کام دے گی، زندگی کے ہر ہر شعبہ میں اور وہ بھی کسی ایک قوم، کسی ایک زمانہ کے لئے نہیں، ہر ملک، ہر قوم، ہر زمانہ کے لیے ایسی عدیم النظیر سیرت والے کی جانب جنون کی نسبت دینا خود اپنے پاگل پن کا ڈھنڈورا پیٹنا ہے۔''(۱۵)

حضور ﷺ کی سیرت پاک کی فضیلت واہمیت کا ذکر جمیل کرتے ہوئے قاضی سلیمان منصور پوری فرماتے ہیں:

''رسول پاک ﷺ ہر ایک خوبی سے آراستہ، جملہ اخلاق فاضلہ سے متصف، سکینہ اُن کا لباس، نکوئی ان کا انتصار، تقویٰ ان کا ضمیر، حکمت ان کا کلام، عدل ان کی سیرت ہے۔ ان کی شریعت سراپا راستی، ان کی ملت اسلام، ہدایت ان کی رہنما ہے وہ ضلالت کو اٹھا دینے والے، گمناموں کو رفعت بخشنے والے، مجہولوں کو نامور کر دینے والے، قلت کو کثرت اور تنگ دستی کو غنا سے بدل دینے والے ہیں۔''(۱۶)

حب وقربتِ الٰہی کے لیے اتباع سنت کی ضرورت

سید سلیمان ندوی اسلام سے پہلے اور ملت اسلامیہ سے باہر کے تعلق باللہ کا جائزہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تمام مذہبوں نے عبد و معبود اور خدا و بندہ کے درمیان واسطے قائم کر رکھے تھے قدیم بت خانوں میں کاہن اور پجاری تھے۔ یہودیوں نے بنی لادی اور ان کی نسل کو خدا اور بندہ کے درمیان عبادتوں اور قربانیوں کا واسطہ بنایا۔ عیسائیوں نے بعض حواریوں اور ان کے جانشین پوپوں کو یہ رتبہ دیا کہ وہ جو زمین پر باندھیں گے وہ آسمان پر باندھا جائے گا اور جو زمین پر کھولیں گے وہ آسمان پر کھولا جائے گا۔ ان کو تمام انسانوں کے گناہ معاف کرنے کا اختیار دیا گیا ہے، ان کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوسکتی۔

ہندوؤں میں برہمن خاص اللہ کے داہنے ہاتھ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اللہ اور بندہ کے درمیان واسطہ ہیں۔ ان کی وساطت کے بغیر کوئی عبادت نہیں ہوسکتی۔۔۔ مگر اسلام میں پجاریوں، کاہنوں، پوپوں اور پادریوں کی کوئی جماعت نہیں، یہاں کھولنے اور باندھنے کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔ یہاں گناہوں کی معافی کا حق صرف اللہ کو ہے۔ عبد و معبود اور اللہ و بندہ کی عبادت اور راز و نیاز میں کسی غیر کو دخل نہیں۔''(۱۷)

اللہ تعالیٰ کی محبت کا حصول تمام نوع انسانی کا سب سے بڑا مقصود ومطلوب ہے۔ اس عظیم مقصد کو پانے کے لئے تمام اہلِ مذاہب کے افراد متحرک نظر آتے ہیں۔ گویا اعتدال کا نظریہ اور عمل اہلِ اسلام کے علاوہ کسی بھی ملت کے پاس نہیں۔ قرآنِ حکیم نے خاتم النبیین کی سیرتِ طیبہ کی مکمل اتباع کو حبِ الٰہی کا

وسیلہ قرار دیا اس مقصد کو بیان کرتے ہوئے قرآنِ مجید کا فرمان ہے:

’’ قُلْ اِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِى يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌo قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فِإن تَوَلَّوْاْ فَإِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ‘‘(۱۸)

’’کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔‘‘

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

’’ هذه الآية الكريمة حاكمة على كل من إدعى محبة اللّٰه وليس هو على الطريقة المحمدية فانه كاذب فى نفس الأمر حتى يتبع الشرع النبوى فى جميع أقواله و أفعاله‘‘(۱۹)

’’اس آیت نے فیصلہ کر دیا کہ جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے اور طریقہ محمدیہ پر نہ ہو تو وہ جھوٹا ہے تاوقتیکہ وہ تمام اقوال وافعال میں شرع نبوی کی پیروی نہ کرے۔‘‘

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اس کی خواہشات وفاسد نظریات کے اندھیرے سے نکالنے کے لئے سیرت محمد ﷺ کو اہل دنیا کے سامنے پیش فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کو اپنی محبت کے لئے شرط اور معیار قرار دیا۔ تاکہ انسان عبد اور معبود کے تعلق کو حقائق کی بناء پر اور اخلاص سے مضبوط کر سکے۔

اُسوۂ حسنہ

انسان کی ہدایت کے لئے سب سے بڑی ضرورت ایمان وعمل کا نمونہ کامل تھی۔ ہدایت انسانی کے اس اقتضاء کے طور پر انبیاء کرام تشریف لاتے رہے۔ قربِ قیامت آخری اور اعلیٰ واکمل نمونہ کی حیثیت سے سید الاوّلین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو تمام انسانوں کے لئے نمونہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

’’لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْراً ‘‘(۲۰)

’’یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ موجود ہے۔ یہ اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور یوم آخرت کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔‘‘

قاضی ثناءاللہ پانی پتی کے بقول:

’’اُسوہ بمعنی قدوہ ہے یعنی وہ طریقہ جس کی اقتداء کی جائے۔ اس جگہ مراد یہ ہے کہ

رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں تمہارے لئے خصائل حمیدہ موجود ہیں جو تمہارے لئے واجب العمل ہیں۔ مثلاً لڑائی میں ثابت قدم رہنا اور شدائد کو برداشت کرنا۔''(۲۱)

نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک کے واجب الاتباع ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

''یہ آیت بہت بڑی دلیل ہے اس امر پر کہ آں حضرت ﷺ کے کل اقوال، افعال، اقتداء، پیروی اور اتباع کے لائق ہیں۔

جنگِ احزاب میں بھی جو صبر وتحمل اور عدیم المثال شجاعت کی مثال حضور ﷺ نے قائم کی، جیسے راہِ حق کی تیاری، شوق جہاد اور سختی کے وقت رب سے آسانی کی اُمید اس وقت آپ ﷺ نے دکھائی، یقیناً یہ تمام چیزیں اس قابل ہیں کہ مسلمان انہیں اپنی زندگی کا جزوِ عظیم بنالیں اور اپنے پیارے پیغمبر حبیب الٰہی احمد مجتبیٰ ﷺ کو اپنے لئے بہترین نمونہ بنالیں اور ان اوصاف سے اپنے تئیں بھی موصوف کریں۔ اسی لئے قرآنِ کریم میں لوگوں کو جو اس وقت سٹپٹا رہے تھے اور گھبراہٹ و پریشانی کا اظہار کرتے تھے۔ ان سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے میرے نبی اکرم ﷺ کی اتباع کیوں نہ کی؟''(۲۲)

سیّد سلیمان ندوی آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کی ہمہ گیریت و عالمگیریت کا وصف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اگر دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو، اگر غریب ہو تو شعبِ ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر بادشاہ ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو، اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو! اگر فاتح ہو تو بدر وحنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ۔ اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکہ اُحد سے عبرت حاصل کرو۔ اگر تم استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درس گاہ کے معلم قدس کو دیکھو۔ اگر شاگرد ہو تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ، اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو! اگر تنہائی اور بے کسی کے عالم میں حق کی منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار نبی کا اُسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے۔۔۔''(۲۳)

قابلِ اتباع سیرت

رسول اللہ ﷺ کی بعثت و رسالت کے مقاصد میں سے ایک بنیادی پہلو انسانوں کو ہدایت و رُشد کا قابلِ اتباع نمونہ عطا کرنا تھا۔ منکرین رسالت کا عموماً انبیاء و رسل پر یہ اعتراض رہا کہ وہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں اور بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ نبی کو مافوق البشر کوئی ہستی ہونا چاہئے تھا۔

قرآنِ مجید نے کفار کے اس باطل نظریے کا یوں ذکر فرمایا ہے:

''وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَى اِلاَّ اَن قَالُوا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَراً رَّسُولاً ''(۲۴)

''لوگوں کے پاس ہدایت پہنچ چکنے کے بعد ایمان سے روکنے والی صرف یہی چیز رہی کہ اُنہوں نے کہا کیا اللہ نے ایک انسان کو ہی رسول بنا کر بھیجا۔''

کفار کے اس قسم کے اعتراضات کو قرآنِ مجید نے زمینی حقائق کی بنیاد پر رد کرتے ہوئے فرمایا:

'' قُل لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلاَئِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكاً رَّسُولاً''(۲۵)

''آپ کہہ دیں کہ اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے اور رہتے بستے تو ہم بھی ان کے پاس آسمانی فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجتے۔''

حافظ ابنِ کثیر نے رسول اللہ ﷺ کے بشر ہونے کو ایک عظیم احسان قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

''اگر فرشتے رسالت کا کام انجام دیتے تو نہ ان کے پاس تم بیٹھ اُٹھ سکتے، نہ ان کی باتیں پوری طرح سوچ سمجھ سکتے۔ انسانی رسول چونکہ تمہارے ہی ہم جنس ہوتے ہیں، تم ان سے میل جول رکھ سکتے ہو ان کی عادات واطوار دیکھ سکتے ہو اور مل جل کر ان سے اپنی زبان میں تعلیم حاصل کر سکتے ہو۔ ان کا عمل دیکھ کر خود سیکھ سکتے ہو۔۔۔ اگر زمین کی آبادی فرشتوں کی ہوتی تو بے شک ہم کسی آسمانی فرشتے کو ان میں رسول بنا کر بھیجتے چونکہ تم خود انسان ہو، ہم نے اسی مصلحت سے انسانوں میں سے ہی اپنے رسول بنا کر بھیجے۔''(۲۶)

گمراہی سے بچنے کا واحد راستہ

رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک نور وبصیرت کا مصفی چشمہ ہے آپ ﷺ نے اپنے قول وعمل سے کردار واخلاق کی غلاظت وخباثت سے انسانوں کو پاک کیا۔ لوگوں کو مکارم اخلاق وتزکیہ قلوب کا موثر وبلیغ درس دیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِیْ الْاُمِّيِّيْنَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ''(۲۷)

''وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نبی کریم ﷺ کی سیرت واخلاق کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''إن أحسن الحديث كتاب الله وأحسن الهدى هدى محمد ﷺ وشر

الأمور محدثاتها و ان ما توعدون لاتٍ وما انتم بمعجزین''(۲۸)

''بے شک سب سے اعلیٰ حدیث اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے۔ بدترین کام بدعات ہیں اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور آنے والی ہے۔''

ہدایت سے یہاں سیرت مراد ہے اور سیرت رسول ﷺ گویا تمام نقائص سے پاک اور بہترین ہدایت کا نمونہ ہے چنانچہ حافظ ابنِ حجر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قول'' **أحسن الهدی هدی محمد**'' کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

'' ومعنی الأوّل الهیئة والطریقة والثانی ضد الضلال''(۲۹)

(ہدایت سے مراد ہیئت اور طریقہ ہے، اور دوسرا یہ کہ ہدایت، گمراہی کے برعکس یعنی نور ہے۔)

سیرت رسول ﷺ قیامت تک کے تمام فکری اور عملی آلائشوں سے بچنے کا اکسیر نسخہ ہے جو لوگ حضور ﷺ کی سیرتِ طیبہ کو لازم پکڑتے ہیں انہیں تمام پریشانیوں سے نجات مل جاتی ہے۔

□□□

حوالہ جات

۱۔ کاندھلوی: محمد ادریس، سیرۃ المصطفیٰ (فرید بک ڈپو، لاہور، ۱۹۹۷ء) ۳/۱

۲۔ سیّد عبداللہ، ڈاکٹر: فن سیرت نگاری پر ایک نظر، تعمیر افکار، سیرت نمبر، زوار اکیڈمی، پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۷ء، ص ۱۱

۳۔ ایضاً، ص ۱۵

۴۔ الحجر (۱۵) ۷۲

۵۔ ابنِ کثیر، تفسیر القرآن العظیم، نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، ۲/ ۵۵۶

۶۔ الانعام (۶) ۱۶۱-۱۶۳

۷۔ ابنِ کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۲/ ۱۹۹

۸۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، دارالفکر، بیروت، ۱/ ۳۳

۹۔ النحل (۱۶) ۴۴

۱۰۔ ندوی، سیّد سلیمان: خطبات مدراس، مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد، ۲۰۰۳ء، ص ۱۱۶

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۱۸

۱۲۔ احمد بن حنبل، امام: مسند احمد، موسسۃ قرطبہ مصر، رقم الحدیث:۲۵۳۴۱، ۱۶۳/۶
۱۳۔ ندوی، سید سلیمان: خطبات مدراس، ص ۱۱۶
۱۴۔ القلم (۶۸):۱-۴
۱۵۔ دریا آبادی، عبدالماجد، مولانا: ترجمہ وتفسیر القرآن، ص ۱۱۳۰
۱۶۔ منصور پوری، سلیمان سلمان، قاضی: رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم، مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد، ۱/ ۲۴۸
۱۷۔ ندوی، سید سلیمان: خطبات مدراس، ص ۱۵۸
۱۸۔ آلِ عمران (۳) ۳۱-۳۲
۱۹۔ ابنِ کثیر: تفسیر القرآن العظیم، ۱/ ۳۵۹
۲۰۔ الاحزاب (۳۳) ۲۱
۲۱۔ پانی پتی، ثناء اللہ، قاضی، تفسیر مظہری، اُردو ترجمہ: سیّد عبدالدائم جلالی، دارالاشاعت، کراچی، ۱۹۹۹ء، ۲۲۳/۹
۲۲۔ ابنِ کثیر: تفسیر القرآنِ العظیم
۲۳۔ ندوی، سیّد سلیمان: خطباتِ مدراس، ص ۹۴-۹۶
۲۴۔ بنی اسرائیل (۱۷) ۹۴
۲۵۔ ایضاً: ۹۵
۲۶۔ ابنِ کثیر: تفسیر القرآن العظیم، ۳/ ۶۵
۲۷۔ الجمعۃ (۶۲) ۲۱
۲۸۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل: الجامع الصحیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث: ۷۲۷۷، ۱۵/ ۱۷۴
۲۹۔ ابنِ حجر: فتح الباری، دارالفکر، بیروت، ۱۵/ ۱۷۸

❑❑❑